Lesson 4: Al-Maidah (Ayaat 27 - 40): Day 13

سُوۡرَةُ المَآئدة کی تفسیر

آیت 35 سے تفسیر دیکھتے ہیں؛

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ وَجَاهِدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِهٖ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۵﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔(۳۵)

یہاں سے سبق کا آغاز ہوتا ہے۔ایک دفعہ پھر ایمان والوں کو پکارا گیا ہے۔ایمان کا تقاضہ ہے کہ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی رہنمائی سے فائدہ اُٹھاؤ اور اپنی زندگی کو ویسا بنالو جیسا تمہارا ربّ چاہتا ہے۔

سورۃ البقرہ سے لے کر یہاں تک کئی بار تقویٰ کی بات آئی۔اس لئے کہ تقویٰ ہی انسان کو اس دین پر عمل کرنے کے قابل بناتا ہے۔تقویٰ سے ہی انسان اپنے رَبّ کی عظمت کو سمجھتا ہے اور اپنے رب کی شان کو جاننے کا نام تقویٰ ہے۔میں کسی کی مٹھی میں ہوں۔میری کیا حیثیت ہے۔میرا رَبّ میرا مالک اور خالق ہے۔اپنے رَبّ کے ساتھ تعلق کا فہم ہی تقویٰ ہے۔

پیچھے ہم نے ڈاکے کی آیات پڑھیں۔آگے چوری کی آیات آرہی ہیں۔اور یہاں درمیان میں اللہ سے ڈرنے کی بات کی گئی ہے۔یہ ہے قرآن پاک کا بہترین انداز۔کہ صرف سزا کی بات نہیں کی گئی۔بلکہ بہترین انداز سے تربیت بھی کی جارہی ہے۔ان جرائم سے بچنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

آج کل صرف یہ کرو اور یہ نہ کرو بتادیا جاتا ہے۔صرف دنیا کے بارے میں بات کی جاتی ہے۔

اسلام نے دِل کی پاکیزگی بھی سکھائی۔آخرت سے بھی ڈرایا۔اور اللہ سے تقویٰ کا حکم دیا۔

پہلی چیز اللہ کا تقویٰ۔ اللہ کو اپنی زندگی میں محسوس کرو۔ اور اُس کا قرب تلاش کرو۔ اُس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اِس آیت کی یہی خاص بات ہے۔

وَابْتَغُوٓا : ب غ ی۔ مبالغے کی حد تک جانا۔ منتہائے نظر۔ تلاش کرنا۔ ایمان والے کو اُس کی منزل دکھائی جارہی ہے۔ سارے دین کا خلاصہ۔ حج کے تمام احکام پر عمل کرنے کا خلاصہ، سارا دِن بھوکے رہنے کا خلاصہ، ساری عبادات کا خلاصہ۔ یعنی اللہ کا قُرب پالو۔

الْوَسِيْلَةَ : و س ل، وسیلہ۔ محبت کے ساتھ وسیلہ تلاش کرنا۔ یعنی جوڑنے والی چیز، قرب کا ذریعہ۔ طریقہ۔ وصل یعنی صرف ملنا۔ وصال اسی سے لفظ ہے۔ جب وسل ہو تو محبت کے ساتھ ملنا۔ قُرب کے ساتھ مل جانا۔ اللہ کے ساتھ محبت کے ساتھ قُرب حاصل کرنا۔

عربی میں وسیلہ کے اور معنی ہیں۔ جبکہ اُردو والوں نے اسے کسی اور معنی میں دیکھا۔

اصل معنی یہ ہیں کہ ایسے کام کریں کہ رَبّ کا قُرب حاصل ہو۔ اللہ کے ساتھ محبت کے ساتھ جُڑ جائیں۔ رَبّ کو پانے کے طریقے۔ ایسے کام، عزائم اور مقاصد ایسے ہوں کہ رَبّ کی قربت نصیب ہو۔ جس نے جان دی اُس کے راستے میں دے دو۔ وقت جس نے دیا اُس کے دین کے کاموں میں گُزارو۔ جس نے مال دیا اُسی کے راستے میں لگادو۔

بندے کا رَبّ کا قرب پانے کے لئے کچھ کرنا پڑتا ہے۔ یادرہے یہ قربت روحانی قربت ہے۔

اللہ نے تو فرمادیا کہ مجھے پکارو گے تو "فانی قریب"

اگر ہمارے اندر تقویٰ آ گیا تو اللہ ہم سے راضی ہو جائے گا۔ پھر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ انسان کی زندگی کا مشن ہی یہ بن جاتا ہے۔ کہ اپنے رَبّ کو راضی کر لوں۔

دُنیا میں ہم دوسروں کی قربت پانے کے لئے بہت کچھ کرتے ہیں۔ مثال کہ بچہ صرف ماں ہی کو ڈھونڈتا ہے۔ ہمیں تو ہر وقت اللہ کی ضرورت ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دِل کو۔ عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

وہ جنّت کی طلب کرتا ہے کہ اللہ کے قریب رہے۔ پھر انسان یہی دعائیں کرتا ہے۔

رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ یا اللہ میرے لئے اپنے قریب ہی جنّت میں گھر بنا دے۔

انسان پھر پوچھتا ہے کہ یہ سب مجھے کیسے ملے گا؟

"۔۔۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔"

اللہ کے راستے میں محنت کرو۔ اُمتِ مسلمہ کو ایک ایجنڈا دے دیا گیا۔ کہ اللہ کا قرب چاہتے ہو؟ کامیابی چاہتے ہو تو جہاد کرو۔ اللہ کے دین کے دفاع کی کوشش کرو۔ کبھی قتال کے ذریعے۔ کبھی اچھے اخلاق کے ذریعے، کبھی علم کے ذریعے، کبھی معاملات کے ذریعے۔ جب مسلمان اپنے اِرد گرد رہنے والوں کو دکھاتا ہے کہ اسلام کتنا خوبصورت دین ہے۔ کبھی اس طرح کے دین کی خاطر کچھ لوگ علم پھیلانے میں لگ جاتے ہیں۔ قرآن (کتاب) اور سُنّت کے خزانے کی حفاظت کرتے ہیں۔

اپنے ذہن کو خالی کر دیں۔ تمام مسائل کو بھول کر سکون سے سوچیں۔

بعض اوقات ہم چھوٹی باتوں میں بڑے کام بھول جاتے ہیں۔ ہمارا سب سے اہم کام یہ ہے کہ ہم نے اللہ کی قربت پانی ہے۔ اللہ سے فرمانبر داری نبھانی ہے۔ تقویٰ والے بننا ہے۔ اس کا انعام ہمیں آخرت میں ملے گا۔ اللہ سے حقیقت میں جنّت میں ملاقات ہو گی۔

جب ہم کوئی کام خالص اللہ کے لئے کرتے ہیں۔ تو ہمیں اللہ اپنے آپ سے قریب محسوس ہونے لگتا ہے۔ اس کے لئے اپنے آپ کو اللہ کی رضا میں ڈھالنا پڑتا ہے۔ اپنے نفس کو توڑ کر عاجز بندے بننا پڑتا ہے۔ اس کے لئے تقویٰ کرنا ہو گا اور اللہ کی راہ میں جہاد یعنی جدوجہد کرنی ہو گی۔

انسان کی زندگی میں ایسے کئی لمحات آتے ہیں۔ جب وہ حق اور باطل کے درمیان میں کھڑا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں جو اللہ کی خاطر مشکل کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو اُسے اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ اُس کے دِل میں سکون اور ٹھنڈک آجاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٣٦﴾

یقیناً جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس تمام دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور ان چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تاکہ وہ اس کو دے کر روزِ قیامت کے عذاب سے چھوٹ جائیں (تب بھی وہ چیزیں ہر گز) ان سے قبول نہ کی جائیں گی اور ان کو دردناک عذاب ہو گا۔ (٣٦)

یعنی کوئی چیز کام نہیں آئے گی۔ پھر اُن کو کوئی چیز فائدہ نہیں دے گی۔ وہاں سے نکلنے کی کوشش کرینگے تو نکل نہیں سکیں گے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾

اِس بات کی خواہش کریں گے کہ دوزخ سے نکل آویں اور وہ اس سے کبھی نہ نکلیں گے اور ان کو عذاب دائمی ہو گا۔(۳۷)

مِنْهَا یعنی اُس آگ سے نہیں نکل سکیں گے۔

یہاں دو کردار پیش کیے گئے ہیں۔پہلے ایمان والوں کو تقویٰ اور جہاد کے ذریعے اللہ کا قُرب پانے کی دعوت دی گئی۔ پھر جو لوگ یہ قرب نہیں پاناچاہتے یا اُس کے لئے کوشش نہیں کرتے۔اُن کا انجام بتا دیا گیا۔جو لوگ اللہ کا انکار کرتے ہیں۔اللہ کے احکام کا انکار کرتے ہیں۔اور اُس کا قُرب پانے کی کوشش نہیں کرتے تو اُن کا انجام جہنم کی آگ ہو گا۔

یہ دیکھنے میں مختلف آیات لگتی ہیں لیکن آپ کو اِن کا ربط سمجھ آگیا ہو گا۔ کہ وہ لوگ دنیا میں کیسے جیتے ہیں جو اللہ کا انکار کرتے ہیں اور وہ لوگ کیسے اللہ کی قربت کا انکار کرتے ہیں۔اللہ کے احکام کا انکار کرتے ہیں۔

اَب ہم وسیلہ کے موضوع پر بات کرینگے۔ صحیح احادیث کی روشنی میں اس موضوع کو سمجھتے ہیں۔

علامہ شہاب الدین آلوسی رحمۃ اللہ علیہ(1217-1270ھ)(مولف:تفسیر روح المعانی) معروف شیخ الاسلام تھے۔انہوں نے وسیلہ کی تشریح اس طرح بیان کی ہے۔اُن کی تفسیر کی کتاب عربی میں ہے۔

وسیلہ کی تین اقسام ہیں؛

1: وسیلہ بمعنی توسّل: اللہ کا قُرب اطاعت اور عبادات کے ذریعے پانا۔ ایک اور جگہ اِس کو اس طرح بیان فرمایا گیا۔ اللہ کی اطاعت کرنا اور گناہ کو ترک کر دینے سے وسیلہ پانا۔

یعنی اللہ کا قُرب پاسکتے ہیں توبہ استغفار کے ذریعے، اللہ کا ذِکر کر کے۔ اللہ سے دعائیں مانگ کر۔ اللہ کی راہ میں صدقہ خیرات کر کے، یعنی ہر نیکی کے ذریعے اللہ کا قُرب پاسکتے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا گیا کہ نماز سے اللہ کا قُرب پاسکتے ہیں۔ جتنی زیادہ عبادت کرتے ہیں اُتنا ہی اللہ کے قریب ہونگے۔ اللہ کے احکام مانیں۔ اللہ کی ہر طرح سے اطاعت کی جائے۔

تمام اسکالرز اور علماء کرامؒ وسیلے کے اس معنی کو مانتے ہیں۔

2: توسّل بالمخلوق: یعنی بندے کو اللہ کے قُرب کا ذریعہ بنا دیا جائے۔ مثال کسی سے کہہ دیا جائے کہ میرے لئے بھی دعا کریں۔ اگر کوئی زندہ ہے۔ دیندار ہے۔ ہوشمند ہے تو آپ اُس سے کہہ سکتے ہیں کہ میرے لئے بھی دعا کریں۔ یہ شرعاً جائز ہے۔ آپ ہر ایک سے کہہ سکتے ہیں۔ کوئی علم کے راستے پر ہیں۔ کوئی عمرہ یا حج پر جا رہا ہے تو اُسے دعا کے لئے کہہ سکتے ہیں۔ چھوٹے بڑے کو کہہ سکتے ہیں۔ زیادہ یا کم نیک سے بھی کہہ سکتے ہیں۔ اللہ کسی کی بھی دعا سُن سکتے ہیں۔ اللہ چاہے تو کسی گنا ہگار کی بھی سن سکتا ہے اور نہ چاہے تو نبیؑ کی بھی نہ مانے۔ جس کو دعا کے لئے کہا جائے وہ ضرور دعا کر دے۔ اللہ کی شان ہے۔ اللہ جس کی چاہے قبول کر لے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ جس کی چاہے دعا قبول کرے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں کی اللہ سُنتا ہے۔

اللہ کے نبیؐ نے عمرے پر جانے والے صحابیؓ سے فرمایا تھا میرے بھائی ہمارے لئے بھی دعا کرنا۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ میرے بعد اویس قرنیؒ آئیں گے اُن سے دعا کروانا۔ عمرؓ نے اُن کو ڈھونڈ کر اُن سے دعا کروائی۔ عمرؓ نے اُن کو بتایا کہ اللہ کے نبیؐ نے آپ سے دعا کروانے کے لئے کہا تھا۔

قران سے جُڑنے والے اور قرآن کی محفل میں بیٹھنے والوں کو بھی کسی نیک کی دعا لگی ہوئی ہے۔ گناہ کی محفل میں بیٹھنے والے نے شائد ماں کا دِل دُکھایا ہو گا۔

بنی اسرائیل کے ایک شخص کا قصّہ یوں ہے کہ ایک شخص "حضرت جریج" نامی ایک بار نماز پڑھ رہا تھا، ماں نے اسے آواز دی لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا بار بار آواز دینے پر جواب نہ آیا تو ماں نے بد دعا دی کہ تو بدنامی کا منہ دیکھے کچھ عرصے بعد ایک عورت نے الزام لگایا اس کا بچہ ان سے ہے، آپ پریشان ہوئے اور اللہ سے توبہ کی اور بچے کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا تو کس کا بچہ ہے کچھ دنوں کے بچے نے ایک آدمی جو چرواہا تھا کی طرف اشارہ کیا یہ میرا باپ ہے۔

ایک دفعہ مدینہ میں کافی عرصہ بارش نہیں ہوئی۔ بہت مشکل پیش آئی تو عمرؓ نے عباسؓ سے فرمایا کہ جب تک اللہ کے نبیؐ زندہ تھے وہ اللہ سے دعا کرتے تھے اور ہماری مشکل آسان ہو جاتی تھی۔ آپؓ اللہ کے نبیؐ کے چچا ہیں۔ ہم آپؓ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپؓ ہمارے لئے بارش کی دعا کریں۔ انہوں نے دعا کی اور اللہ کے حکم سے بارش ہو گئی۔

آپ غور کریں۔ اُس وقت اللہ کے نبیؐ کی قبر موجود تھی لیکن صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی قبر پر دعا کرنے نہیں جاتے تھے۔ زندگی میں کسی سے دعا کا کہہ سکتے ہیں۔ وفات کے بعد قبر پر جا کر نہیں مانگ سکتے اور نہ ہی فوت شدہ کو وسیلہ بنا سکتے ہیں۔

3: کسی بندے کو اللہ کے سامنے وسیلہ بنا کر پیش کرنا۔ مثال یا اللہ میں تجھے فلاں کا واسطہ دیتا ہوں۔ میری دعا قبول فرما لے۔ کئی لوگ کہتے ہیں یا اللہ میں تیرے نبی ؐ کا واسطہ دیتا ہوں میری دعا قبول فرما لے۔ اس کی دو صورتیں ہیں؛

پہلی صورت؛ اگر ہم یہ کہیں کہ میں اللہ کے نبیؐ سے محبت کرتی ہوں۔ اللہ کے نبیؐ نے خود ہمیں یہ دعا سکھائی۔" اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں, اور اُس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اُس عمل کا بھی سوال کرتا ہوں جو تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لئے میری جان, میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔"

اب اگر کوئی اللہ کے نبیؐ سے محبت کرے اور اُسی محبت کے واسطے سے مانگے تو یہ جائز ہو گا۔ کیونکہ ہمیں اللہ کے انبیاء کرام اور فرشتوں سے محبت کرنی چاہئیے۔ مثال جیسے جبرائیلؑ سے نفرت کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا۔ اور ایسے لوگوں کو وعید سُنائی گئی۔

اس بات پر غور کریں کہ آپ اللہ کے نبیؐ کی ذات کو وسیلہ نہیں بنا رہے ہیں۔ بلکہ اللہ کی خاطر آپ اللہ کے نبیؐ سے محبت کرتے ہیں۔ اُسی کو وسیلہ بنا رہے ہیں۔ محبت کو دلیل بنانا جائز ہے۔ نیک اعمال کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ صحابہ کرامؓ سے محبت کی وجہ سے، کسی نیک بندے کی محبت کو وسیلہ بنا سکتا ہے۔

وسیلے کے لفظ کے معنی کو ذہن میں یاد رکھیں۔ یعنی اللہ کی محبت سے قُرب مانگنا۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں بندہ بڑا نیک ہے۔ اللہ اس کی سُنتا ہے۔ اللہ اس کی بات نہیں ٹالتا۔ فلاں کی دُعا رَدّ نہیں ہوتی۔ ہم ڈائریکٹ اللہ سے نہیں مانگ سکتے۔ تو یہ نظریہ غلط ہے۔

کہ تم پیر صاحب یا امام صاحب کو خوش کرو پھر وہ تمھارے لئے دعا کریں گے۔ یہ جائز نہیں ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نبیؐ کی ہر دعا قبول کرتے ہیں اس لئے نبیؐ کو وسیلہ بناتے ہیں۔ یا کچھ لوگ کہتے ہیں اللہ ہماری سنتا نہیں اور فلاں کی نہیں موڑتا۔ کسی کا نام لے کر یا وسیلہ (واسطہ) دے کر مانگنا غلط ہے۔ یہ جائز نہیں ہے۔ اللہ کی مرضی وہ سنے یا نہیں۔

سورۃ زُمر آیت 3 میں ہے؛ مشرکینِ مکّہ کہتے تھے کہ

۔۔۔اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اور شرکاء تجویز کر رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں۔۔۔

سورۃ یونس آیت 18 میں ہے؛

اور یہ لوگ اللہ کی (توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔۔۔

آج مسلمانوں نے بھی کچھ ایسی ہی باتیں بنالی ہیں۔ یہ بات دُرست نہیں ہے۔

اللہ کسی کے آگے مجبور نہیں۔ اللہ ہم سب کو دعوت دیتا ہے؛

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾

وہ عالم کی بھی سنتا ہے اور جاھل کی بھی، رات کو بھی سنتا ہے اور دن کو بھی۔

وہ خلوت میں بھی سنتا ہے۔ جلوت میں بھی۔ وہ اپنے بندوں کا معاملہ دوسرے بندوں کے اختیار میں بھی نہیں دے گا۔

اس نقطے کو سمجھ لیں۔ اپنا عقیدہ دُرست کر لیں۔ ہر چیز کا مالک اللہ ہے۔ وہ سب کی سُنتا ہے۔

اب اگر کوئی محبت کے دعوے تو کریں لیکن کسی سنت پر عمل نہ کریں۔ تو محبت کا وسیلہ کیسے دے سکتے ہیں؟

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی جا رہے تھے اتنے میں مینہ آیا وہ پہاڑ میں ایک غار تھا، اس میں گھس گئے۔ پہاڑ پر سے ایک پتھر گرا اور غار کے منہ پر آ گیا اور منہ بند ہو گیا ایک نے دوسرے سے کہا: اپنے اپنے نیک اعمال کا خیال کرو جو اللہ کے لیے کیے ہوں اور دعا مانگو ان اعمال کے وسیلہ سے شاید اللہ تعالیٰ اس پتھر کو کھول دے تمہارے لیے، تو ایک نے ان میں سے کہا: میرے ماں باپ بوڑھے ضعیف تھے اور میری جورو اور میرے چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے کہ میں ان کے واسطے بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ پھر جب میں شام کے قریب چرا لاتا تھا تو ان کا دودھ دوہتا تھا، سو اول اپنے ماں باپ سے شروع کرتا تھا تو ان کو اپنے لڑکوں سے پہلے پلاتا تھا۔ سو الہیٰ اگر تو جانتا ہے کہ ایسی محنت اور مشقت تیری رضامندی کے واسطے میں نے کی تھی تو اس پتھر سے ایک روزن کھول دے جس میں سے ہم آسمان دیکھیں تو اللہ نے اس میں ایک روزن کھول دیا اور انہوں نے اس میں سے آسمان کو دیکھا۔ دوسرے نے کہا: الہیٰ ماجرا یہ ہے کہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جس سے میں محبت کرتا تھا، جیسے مرد عورت سے کرتے ہیں) یعنی میں

اس کا کمال عاشق تھا (سو اس کی طرف مائل ہو کر میں نے اس کی ذات کو چاہا) لیکن حرام کام نہ کیا۔ الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضامندی کے لیے کیا تو ایک روزن اور کھول دے ہمارے لیے، اللہ تعالیٰ نے اور روزن کھول دیا) یعنی وہ روزن بڑا ہو گیا(۔ تیسرے نے کہا: الٰہیٰ! میں نے ایک شخص سے مزدوری لی ایک فرق) وہ برتن جس میں سولہ رطل اناج آتا ہے (چاول پر، جب وہ اپنا کام کر چکا، اس نے کہا: میرا حق دے، میں نے فرق بھر چاول اس کے سامنے رکھے، اس نے نہ لیے، میں ان چاولوں کو بوتا رہا) اس میں برکت ہوئی) یہاں تک کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور ان کے چرانے والے غلام اکھٹے کئے، پھر وہ مزدور میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ سے ڈر اور میرا حق مت مار، میں نے کہا: جا اور گائے بیل اور ان کے چرانے والے سب تو لے لے۔ وہ بولا: اللہ جبار سے ڈر اور مجھ سے مذاق مت کر، میں نے کہا: میں مذاق نہیں کرتا، وہ گائے، بیل اور چرانے والوں کو تو لے لے اس نے ان کو لے لیا، پھر اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضامندی کے لیے کیا تو جتنا باقی ہے روزن وہ بھی کھول دے حق تعالیٰ نے اس کو بھی کھول دیا۔) اور وہ لوگ اس غار سے باہر نکلے۔ بخاریؒ

اَب اپنا محاسبہ کریں۔ کیا میرے پاس ایسی کوئی نیکی ہے؟

4: کیا ہم نے کوئی نیکی سنبھال کر رکھی ہے؟ اپنے نیک اعمال کا وسیلہ دے کر دعائیں کریں۔

یہ کوئی نیکی بھی ہو سکتی ہے۔ کسی کو معاف کیا۔ کسی کی مدد کر دی۔ بدلہ نہ لیا۔ دُکھ اٹھانے کے باوجود غصّہ نہ کیا۔ صدقہ کیا۔

آئیں آج اِرادہ کریں کہ خاموشی سے نیکی کیا کرینگے۔

سورۃ آلِ عمران کی آیت میں ہے؛

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىۡ لِلۡاِيۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا ۖ ۔۔۔

اے ہمارے پروردگار ہم نے پکارنے والے کو سنا کہا ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے۔اے ہمارے پرود گار پھر ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرمادیجئیے اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئیے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئیے۔(۱۹۳)

فَاٰمَنَّا یعنی اپنے ایمان کا وسیلہ پیش کیا۔رعب سے نہ کہیں۔بلکہ عاجز ہو کر کہیں۔

5:اللہ کے خوبصورت ناموں اور صفّات کا وسیلہ دے سکتے ہیں۔

احادیث کا خلاصہ ہے کہ اللہ کے خوبصورت ناموں کے وسیلے سے طلب کر سکتے ہیں۔یہ دعا صبح شام تین دفعہ کریں۔ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ—

سورۃ الاعراف میں بھی آتا ہے کہ اللہ کے نام لے کر دعائیں مانگو۔

اللہ کے تمام نام اور صفّات کا نام لے کر بھی دعا کر سکتے ہیں۔

6:اَذان کے بعد یہ دعا کرنا بھی جائز ہے۔اس کے ذریعے بھی وسیلہ مانگ سکتے ہیں۔

جو بھی اذان سنے اس کے لئے یہ مشروع ہے کہ وہ موذن کے ساتھ ساتھ مکمل اذان کے کلمات کہے اور جب اذان کے کلمات کہنے سے فارغ ہو تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے ۔

جابر بن عبد اللہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ کہے

اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ،

اس پوری پکار (اذان) کے اور قائم رہنے والی نماز کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور بزرگی عطا فرما اور انہیں مقام محمود میں پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔

اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔ بخاری 614

تو اس دعا میں یہ عبارت (الدرجة الرفيعة) نہیں ہے لہذا یہ نہیں کہا جائے گا اور الوسيلة والفضيلة میں جو عطف ہے وہ عطف بیان یعنی عطف تفسیر ہے اور وہ وسیلہ یہ ایسا مرتبہ ہے جو کہ سب مخلوق سے زیادہ اور بڑھ کے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود اس کی تفسیر بیان کی ہے۔

عبد اللہ بن عمرو بن عاص بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

(جب تم موذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی اسی طرح کہو پھر مجھ پر درود بھیجو (درود ابراہیمی از مترجم) کیونکہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر اس کے بعد میرے لئے وسیلہ مانگو کیونکہ یہ جنت میں ایک ایسا مرتبہ ہے جو کہ صرف ایک بندے کے لائق ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں تو جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گی۔

مسند احمد کی ایک روایت کا خلاصہ ہے کہ اللہ کے نبی کی سنتوں پر عمل کریں۔ کیونکہ جو اللہ کی محبت چاہتا ہے اُسے چاہئیے اللہ کے نبیؐ کی اطاعت کرے۔

پھر کیا ملے گا؟ "لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ"

یعنی کامیابی ملے گی۔ یعنی خواہش پوری ہو گئی۔ لیکن یہ ایسی کامیابی کہ نقصان سے بچنا۔ کسی نقصان سے بچتے ہوئے جو کامیابی ملی وہی فلاح ہے۔

کامیابی کیا ہے؟ سوۃ الشمس آیت 9 میں ہے:

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰٮهَا ۖ ﴿۹﴾ بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے اپنی روح کو پاک کر لیا(۹)

دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں جو اصلی کامیابی ہے۔ فلاح یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو نیک بنا لے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنا قرب عطا فرمائے۔ جس کو اللہ سے محبت ہو گی اس کا نماز اور قرآن میں دِل لگے گا۔ پھر اللہ کی مزید محبت ملے گی۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دِل کو۔ عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

دوسرے کردار کے بارے میں فرمایا گیا: یقیناً جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس تمام دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور ان چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تاکہ وہ اس کو دے کر روزِ قیامت کے عذاب سے چھوٹ جائیں (تب بھی وہ چیزیں ہرگز) ان سے قبول نہ کی جائیں گی اور ان کو دردناک عذاب ہو گا۔(۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک جہنمی کولایا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے ابن آدم کہو تمہاری جگہ کیسی ہے؟ وہ کہے گا بدترین اور سخت ترین۔ اس سے پوچھا جائے گا کہ اس سے چھوٹنے کیلئے تو کیا کچھ خرچ کر دینے پر راضی ہے؟ وہ کہے گا ساری زمین بھر کا سونا دے کر بھی میں یہاں سے چھوٹوں تو بھی سستا سودا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا " جھوٹا ہے میں نے تو تجھ سے اس سے بہت ہی کم مانگا تھا لیکن تو نے کچھ بھی نہ کیا"۔ پھر حکم دیا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا : صحیح بخاری:6538

سورۃ المعارج کی آیت 11 سے 18 میں فرمایا گیا؛

وہ انہیں دکھائیں جائیں گے مجرم چاہے گا کہ کاش اس دن کے عذاب کے بدلے میں اپنے بیٹوں کو دے دے (۱۱) اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو (۱۲) اور اپنے اس کنبہ کو جو اسے پناہ دیتا تھا (۱۳) اور ان سب کو جو زمین میں ہیں پھر اپنے آپ کو بچالے (۱۴) ہرگز نہیں بے شک وہ تو ایک آگ ہے (۱۵) کھالوں کو اتارنے والی (۱۶) اس کو بلائے گی جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا (۱۷) اور مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا (۱۸)

اللہ ہمیں اِن لوگوں میں شامل نہ فرمانا۔ یوں لگتا ہے لوگ جہنم میں بھونے جارہے ہیں۔ وہ نکلنا چاہیں گے لیکن نہیں نکل سکیں گے۔

سورۃ المومنون آیت 106-110 میں ہے؛

کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے (۱۰۶) اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے اگر پھر کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے (۱۰۷) فرمائے گا اس

میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو (۱۰۸) میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر و اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۰۹) سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے (۱۱۰)

سورۃ الحج میں بھی فرمایا گیا ہے۔

جب گھبرا کر وہاں سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور دوزخ کا عذاب چکھتے رہو (۲۲)

جہنم ایک حقیقت ہے۔ اللہ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

اللہ ہمیں نیک کام کرنے والا بنا دے۔ اور دوسروں کو بھی نیکی کی طرف بُلانے والا بنا دے۔ آمین